MY ISLAMICUS
A Research Journal of Institute of Islamic Studies & Shariah, MY University Islamabad, Pakistan
https://myislamicus.com/index.php/myi Volume.1, Issue.1 (Dec-2024)

An analysis of the wise life of Sayyida Fatima al-Zahra (may Allah be pleased with her) and its impact on society

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حکمت پر مبنی زندگی اور معاشرے پر اس کے اثرات کا تجزیہ

Muhammad Zeeshan
M.Phil Research Scholar Institute of Islamic Studies & Shariah MY University Islamabad, Pakistan. mzeeshanniazi640@gmail.com
Muhammad Abbas
M.Phil Research Scholar Institute of Islamic Studies & Shariah MY University Islamabad, Pakistan. rosepetal981@gmail.com

Abstract:
The example of the group of saints that the beloved of God, the worldly Hazrat Muhammad Mustafa (peace be upon him), has prepared is like a garden, each flower of which is rare and rare, and each bud is a beautiful picture of beauty and splendor. A large corner of this fragrant garden is Mustafa (peace be upon him), Sayyidat-un-Nisa-al-Alameen, Umm al-Husnain, Sayyida, Tayyiba, Tahira Hazrat Fatima al-Zahra (may Allah be pleased with her). In this article, an attempt will be made to describe some corners of her holy biography and possible solutions to some contemporary social problems in the light of her noble character. It is our good fortune and great fortune that we are getting the opportunity to write a few lines in honor of this person whose purity, refinement and excellence of character are witnessed by the Quran and Hadith. Sayyida Fatima (may Allah be pleased with her) is a beautiful reflection of the biography of Mustafa (peace be upon him) from head to toe. Not only your commands, but your habits and routines also expressed the Sunnah of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) and perfect adherence to it, to the extent that even your outward appearance, manner of movement and speech, and even your sitting and standing posture resemble those of your noble father (peace and blessings of Allah be upon him). Certainly, studying and following your high morals and character and unparalleled and incomparable holy life will prove to be a defense and healing for the current social problems and diseases of the soul and heart.

Key words: Awareness Of Hazrat Fatima's Character, Characteristics, Existing Social Problems, Islamic Teachings.

MY ISLAMICUS
A Research Journal of Institute of Islamic Studies & Shariah, MY University Islamabad, Pakistan
https://myislamicus.com/index.php/myi Volume.1, Issue.1 (Dec-2024)

موضوع کا تعارف

محبوب خدا جان عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے قدسیوں کا جو گروہ تیار کیا اس کی مثال ایسے گلستان کی مانند ہے جس کا ہر پھول نادر ونایاب اور ہر کلی نکہت و شگفتگی کی عمدہ تصویر ہے۔ اسی مہکتے ہوئے گلستان کی ایک کلی جگر گوشہ مصطفیٰ ﷺ، سیدۃ النساء العالمین، ام الحسنین، سیدہ، طیبہ، طاہرہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ اس آرٹیکل میں ان کی سیرت پاک کے چند گوشے اور ان کے اعلیٰ کردار کی روشنی میں چند معاصر معاشرتی مسائل کا ممکنہ حل بیان کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ یہ ہماری خوش بختی اور اعلیٰ نصیبی ہے کہ اس ہستی کی شان میں چند سطور سپرد قرطاس کرنے کا موقع مل رہا ہے جس کی طہارت ونفاست اور عمدگی کردار پر قرآن وحدیث شاہد ہیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سر تا پا سیرت مصطفیٰ ﷺ کا عکس جمیل ہیں۔ احکامات تو کجا آپ کی عادات و معمولات سے بھی بلا تکلف سنت مصطفیٰ ﷺ اور اتباع کاملہ کا اظہار ہوتا تھا یہاں تک کہ سراپائے ظاہری، انداز رفتار و گفتار اور نشست و برخاست تک میں پدر بزرگوار ﷺ کے مشابہ نظر آتی ہیں۔ یقیناً آپ کے اعلیٰ اخلاق و کردار اور بے مثل و بے مثال سیرت پاک کا مطالعہ اور اس پر عمل پیرا ہو جانا موجودہ معاشرتی مسائل و امراض روح و قلب کے لیے باعث دفاع وشفاء ثابت ہو گا۔ انشاء اللہ الکریم

ضرورت واہمیت

مالک لم یزل نے ہر مسئلے کے ساتھ اس کا حل، ہر مرض کے ساتھ اس کی دواء وعلاج اور ہر برائی کے ساتھ ہی اس کے تدارک کا طریقہ وسلیقہ بھی ودیعت فرمایا ہے۔ آج ہمارا معاشرہ جن برائیوں کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے اور بظاہر نکلنے کی کوئی راہ نہیں سوجھ رہی اگر سیرت مصطفیٰ کریم ﷺ اور حضور ﷺ کی سیرت کے رنگ میں رنگے ہوئے ان آبگینوں (اہل بیت اطہار وصحابہ کرام علیھم الرضوان) کی طرف عود کریں تو ہمیں زندگی اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ رواں دواں نظر آئے گی، اور ہر وہ مسئلہ جسے ہم ناقابل حل تصور کر رہے ہیں مثل بلبلہ آب کافور ہوتا دکھائی دے گا۔ رسول کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ کا ایک کامل واکمل نمونہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے، آج امت مسلمہ انگنت معاشرتی مسائل کا شکار ہو کر دن بدن روبہ زوال ہے اور اس کی بنیادی وجہ اپنی اصل سے دوری ہے۔ یقینی بات ہے اصل (جڑ) سے جدا ہو کر شاخیں سوکھ کر ایندھن ہی بنتی ہیں۔ اس امت کی اصل جان کائنات ﷺ کی عطا کردہ عالمگیر اور پر از حیات تعلیمات ہی ہیں۔ ان تعلیمات پر عمل پیرا ہونے والی ہستیوں کی سیرت ہمارے لیے مشعل راہ ہے بالخصوص اہل بیت اطہار کے بارے میں تو نبی رحمت ﷺ نے خود فرمایا:

"عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ وعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي أَحَدُهُمَا أَعْظَمُ مِنَ الْآخَرِ كِتَابُ اللَّهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ

السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُفُونِي فِيهِمَا"

"حضرت حبیب بن ابی ثابت اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تم میں چیزیں چھوڑ کر جارہاہوں کہ اگر تم انھیں پکڑے رکھوگے تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے۔ ان میں سے ایک دوسری سے بہت بڑی ہے اور جو بڑی ہے وہ اللہ کی کتاب ہے، گویا کہ آسمان سے زمین تک ایک رسی لٹک رہی ہے اور دوسری میرے اہل بیت۔ یہ دونوں حوض (کوثر) پر پہنچنے تک کبھی جدا نہیں ہوں گے پس دیکھو کہ تم میرے بعد ان سے کیا سلوک کرتے ہو۔" (1)

اس لیے تمام اہل بیت بالخصوص گلشن رسالت ﷺ کی اس مہکتی ہوئی کلی سے کسب فیض کی اشد ضرورت ہے اور آپ رضی اللہ تعالی عنہا کی سیرت پاک کا بنظر عمیق مطالعہ اور اس سے استفادہ ہی میں ہماری بقاء کے ودوام کا راز مضمر ہے۔

سوالات تحقیق

1- سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا کا تعارف

2- آپ رضی اللہ عنھا کی سیرت کے مختلف پہلو (بیٹی، بہن، بیوی اور ماں کی حیثیت سے)

3-موجودہ معاشرتی وخانگی مسائل اور سیرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنھا کی روشنی میں ان کا حل

مقاصد تحقیق

1- تعلیمات اسلامی کو فروغ دینا

2۔سیرت وکردار کی پختگی اور رشتوں کی قدر

3-موجودہ معاشرتی مسائل (خانگی معاملات) کا سیدہ پاک رضی اللہ عنھا کی سیرت کی روشنی ممکنہ حل تلاش کرنا۔

سابقہ تحقیقی کام

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی سیرتِ طیبہ پر گزشتہ چودہ صدیوں سے کام ہوتا آرہاہے، ہر دور کے اربابِ علم و دانش نے اپنے وقت اور ضروت کے مطابق سیرتِ سیدۃ نساء العالمین رضی اللہ عنہا سے بھرپور استفادہ کیا اور جہالت وگمراہی کے اندھیروں میں بھٹکتے لوگوں کو شریعتِ محمدی ﷺ کے قریب کیا۔

سیرتِ رسول کریم ﷺ کے ضمن میں بھی سیرتِ سیدہ پاک کو بیان کیا گیا اور الگ سے بھی آپ رضی اللہ عنہا کی

---

[1]- حافظ ابو عیسی محمد بن عیسی الترمذی، جامع الترمذی، ابواب المناقب، مناقب اہل بیت النبی ﷺ، (کراچی: مکتبہ البشری)، رقم الحدیث:3814، جلد سوم، ص1389

سیرتِ پاک پہ کافی کتب تحریر ہوئیں۔اس موضوع پہ تحقیق کے دوران بہت سی کتب نظر سے گزری ہیں جن میں سے چند کے اسماء یہ ہیں:

الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ از ابن حجر عسقلانی،ضیاء النبی ﷺ از پیر محمد کرم شاہ،سیرت النبی ﷺ از مولانا شبلی نعمانی،دلائل الامامۃ از محمد بن جریر الطبری،

سیرتِ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا از طالب ہاشمی،سیرتِ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا از عبد الحمید خادم سوہدروی اور دیگر کئی کتب احادیث وسیر۔اس مختصر مقالہ میں عصر حاضر کے معاشرتی مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے سیرتِ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی روشنی میں ان کا حل بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔وماتوفیقی الا باللہ

تعارف سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جن کا معروف نام فاطمۃ الزہرا ہے آپ آخری نبی حضرت محمد ﷺ اور حضرت خدیجۃ الکبری بنت خویلد رضی اللہ عنہا کی لخت جگر ہیں،تمام مسلمانوں کے نزدیک آپ رضی اللہ عنہا ایک برگزیدہ ہستی ہیں۔قرآن و حدیث آپ رضی اللہ عنہا کے فضل و کمال پر شاہد ہیں اور آپ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی شہزادی ہیں جیساکے حدیث پاک میں مذکور ہے،

"عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ أَحَبَّ النِّسَاءِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةُ وَمِنْ الرِّجَالِ عَلِيٌّ- يَعْنِي مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ "

" حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو عورتوں میں سب سے زیادہ محبت حضرت فاطمہ سے اور مردوں میں سب سے زیادہ محبت حضرت علی سے تھی۔یعنی آپ کے اہل بیت میں سے۔" (2)

فاطمہ کا لغوی مفہوم

الفَطِيم: دودھ چھڑایا ہوا،(فُطُم. نَاقَةٌ فَاطِمٌ و فَاطِمَةٌ)اُونٹنی جس کا بچہ دودھ سے چھڑا دیا گیا ہو۔(3)

گویا آپ کے نام فَاطِمَةُ کا مفہوم ہی یہی ہے کہ آپ کو جہنم سے بچالیا گیا یا آپ کی وجہ سے امت محمدیہ ﷺ کو جہنم

2- حافظ ابو عیسی محمد بن عیسی الترمذی،جامع الترمذی،ابواب المناقب،باب ماجاء فی فضل فاطمہ،(کراچی:مکتبہ البشری)،رقم الحدیث:3895، جلد سوم،ص1408

3- لویس معلوف،المنجد،مترجم ابو الفضل عبد الحفیظ بلیلاوی،(لاہور:مکتبہ رحمانیہ)،ص649

سے بچایا جائے گا۔

القابات اور کنیت

آپ رضی اللہ عنہا کے مشہور القابات زہرا، سیدۃ النساء العالمین اور بتول ہیں۔ مشہور کنیت ام الائمہ، ام السبطین اور ام الحسنین ہیں۔ اس کے علاوہ عام القابات خاتون جنت، الطاہرہ، الزکیہ، المرضیہ، سیدۃ نساء اہل الجنۃ، العذراء وغیرہ بھی مختلف کتب میں مذکور ہیں۔ [4]

ابتدائی تربیت

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا کی ابتدائی تربیت خود رسول اللہ ﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کی، اس کے علاوہ ان کی تربیت میں اولین مسلمان خواتین شامل رہی ہیں جن میں سر فہرست فاطمہ بنت اسد، ام سلمٰی، ام فضل (حضور کی چچی)، ام ہانی، اسماء بنت عمیس اور صفیہ بنت حمزہ رضوان اللہ علیہن اجمعین ہیں۔ [5]

بچپن میں ہی آپ کی والدہ ماجدہ کا وصال ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اسلام کا ابتدائی زمانہ دیکھا اور وہ تمام مشکلات برداشت کیں جو رسول اللہ ﷺ کو قریش مکہ کی طرف سے پیش آئیں۔

ایک روایت کے مطابق نبی رحمت ﷺ حرم کعبہ میں نماز ادا فرما رہے تھے کہ سجدہ کی حالت میں ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کے مشورہ سے عقبہ بن ابی معیط نے دراین اثنا اونٹ کی اوجھڑی کریم آقا ﷺ کی پشت مبارک اور گردن پر ڈال دی اور اپنی اس فطرت خبیثہ اور عادت قبیحہ پر وہ ظالم ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پتہ چلا تو آپ رضی اللہ عنہا دوڑتی ہوئی آئیں اور کمسنی کی حالت میں اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے حضور کریم ﷺ سے اس بوجھ کو ہٹایا اور آپ ﷺ کی پشت مبارک دھوئی۔ کفار کی ایذاء رسانیوں پر آپ رضی اللہ عنہا رویا کرتی تھیں تو نبی رحمت آقائے نعمت ﷺ آپ رضی اللہ عنہا کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرماتے کہ اے جان پدر! رویا نہ کرو اللہ تیرے باپ کی ضرور مدد کرے گا۔ [6]

دو ہجری میں نبی رحمت ﷺ نے حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ان کی پرورش میں دیا، ام المومنین ام سلمٰی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ادب سکھانا چاہا مگر خدا کی قسم

4۔ جسٹس آغا محمد سلطان مرزا دہلوی، سیرت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا، ناشر: ادارہ اصلاح، لکھنؤ، ص24

5۔ مظفر علی خان، سوانح فاطمہ رضی اللہ عنہا، 1968ء

6۔ علامہ شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ، ناشر: محمد سرور عاصم، مکتبہ اسلامیہ، ص188

فاطمہ تو مجھ سے زیادہ مودب تھیں اور وہ تمام باتیں مجھ سے بہتر جانتی تھیں۔ (7)

شادی

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے رشتہ ازدواج کے لیے مختلف اوقات میں متعدد لوگوں نے پیغامات نکاح بھیجے لیکن یہ شرف وعزت اور مقام شیر خدا سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالی عنہ کے حصے میں آیا جسے سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ،قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: لَقَدْ أُعْطِيَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ثَلَاثَ خِصَالٍ لان تَكُونَ لِي خَصْلَةٌ مِّنْهَا أَحَبُّ إِلَى مِنْ أَنْ أُعْطِيَ حُمْرَ النَّعَمِ، قِيلَ: وَمَا هُنَّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: تَزَوُّجُهُ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ، وَسُكْنَاهُ الْمَسْجِدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ يَحِلُّ لَهُ فِيهِ مَا يَحِلُّ لَهُ، وَالرَّأْيَةُ يَوْمَ خَيْبَرَ"

"حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو تین شانیں ایسی عطا کی گئی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی مجھے عطا ہوتی تو سرخ سونے سے بھی زیادہ مجھے محبوب ہوتی، آپ سے پوچھا گیا اے امیر المومنین وہ کیا ہیں؟ فرمایا: فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کا نکاح، اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کی مسجد میں رہائش جس کی وجہ سے ان کے لیے اس میں حلال تھا جو کچھ بھی حلال تھا، اور خیبر کے دن کا جھنڈا۔" (8)

آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح ماہ رجب ایک ہجری میں ہوا اور رخصتی غزوہ بدر کے بعد دو ہجری میں ہوئی۔ اس وقت حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک 18 سال تھی۔ (9)

اولاد

اللہ کریم نے آپ رضی اللہ عنہا کو تین بیٹوں (حسن حسین محسن) اور دو بیٹیوں (زینب اور ام کلثوم سے) نوازا۔ (10)

وصال

آپ رضی اللہ عنہا کا وصال باکمال نبی رحمت ﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے تقریباً چھ ماہ بعد بروایات مختلفہ 30 سال کی عمر میں ہوا، درحقیقت اس کی خبر انہیں رسول اللہ ﷺ خود دے چکے تھے،

---

[7] - دلائل الامامہ، ابو جعفر محمد بن جریر الطبری، بیروت-لبنان، ص35

[8] - غلام رسول قاسمی، المستند، کتاب العقائد، مناقب الامام علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، ناشر: رحمۃ اللعالمین پبلیکیشنز: سرگودھا، رقم الحدیث160

[9] - حافظ ابن حجر عسقلانی، الاصابہ، جلد4، ص366

[10] - طالب ہاشمی، سیرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا، البدر پبلیکیشنز: لاہور، ص235

"عن عائِشَةَ رضی اللہ عنہا قال أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فَسَارَّهَا فَبَكَتْ ثُمَّ سَارَّهَا فَضَحِكَتْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لِفَاطِمَةَ مَا هَذَا الَّذِي سَارَّكِ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَكَيْتِ ثُمَّ سَارَّكِ فَضَحِكْتِ قَالَتْ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي بِمَوْتِهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ مَنْ يَتْبَعُهُ مِنْ أَهْلِهِ فَضَحِكْتُ"

"سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ کو بلایا اور ان کے کان میں ان سے کوئی بات فرمائی تو وہ رو پڑیں پھر آپ ﷺ نے ان کے کان میں ان سے کوئی بات فرمائی تو وہ ہنس پڑیں سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہ سے پوچھا کہ تمہارے کان میں رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا جس کی وجہ سے تم رو پڑیں پھر آپ ﷺ نے کچھ فرمایا تو تم ہنس پڑیں حضرت فاطمہ نے فرمایا کہ پہلے آپ ﷺ نے میرے کان میں خبر دی کہ میری موت قریب ہے تو میں رو پڑی پھر آپ ﷺ نے میرے کان میں مجھے خبر دی کہ تم سب سے پہلے میرے گھر والوں میں سے میرے ساتھ ملو گی تو پھر میں ہنس پڑی۔"(11)

آپ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اصرار پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ کی تدفین جنت البقیع میں ہوئی۔(12)

آپ رضی اللہ عنہا کی تربت نور آج بھی مرجع خلائق اور باعث تسکین قلوب حزیں ہے۔ نور اللہ مرقدہ بنور حبیبک الکریم ﷺ۔ آمین یارب العالمین۔

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہ کی سیرت پاک کے چند پہلو (بیٹی، بہن، بیوی اور ماں ہونے کے اعتبار سے)

1- بیٹی

دور جاہلیت میں بیٹی کا پیدا ہونا باعث ننگ و عار تھا لیکن رحمت عالم ﷺ نے اس قبیح فکر کا خاتمہ کیا اور بیٹی کو بخشش و مغفرت کا ذریعہ قرار دیا، ارشاد فرمایا:

"عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ : دَخَلَتِ امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا، فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا، ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ : " مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ"

"اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ ایک عورت اپنی دو بچیوں کو لیے مانگتی ہوئی آئی۔ میرے پاس

---

[11]- مسلم بن حجاج القشیری، صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل فاطمہ (کراچی: مکتبہ البشری)، رقم الحدیث: 6307، ص 1536

[12]- مولانا عبد المجید خادم سوہدروی، فاطمۃ الزہراء، مکتبہ: الفہیم، ص 141,142

ایک کھجور کے سوا اس وقت اور کچھ نہ تھا میں نے وہی دے دی۔ وہ ایک کھجور اس نے اپنی دونوں بچیوں میں تقسیم کر دی اور خود نہیں کھائی۔ پھر وہ اٹھی اور چلی گئی۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ سے اس کا حال بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ان بچیوں کی وجہ سے خود کو معمولی سی بھی تکلیف میں ڈالا تو بچیاں اس کے لیے دوزخ سے بچاؤ کے لیے آڑ بن جائیں گی۔"(13)

بیٹی ہونے کی حیثیت ہے جب سیرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مطالعہ کیا جائے تو آپ رضی اللہ عنہا کی عظمت و رفعت مزید نکھر کر سامنے آتی ہے۔ اس دورانیے کی تین کیفیات ہیں

1- بچپن

2- جوانی (قبل از نکاح)

3-شادی کے بعد

1- مبارک بچپن

بچپن انسانی زندگی کا ایک ایسا حصہ ہے جو تقریباً ملتی جلتی کیفیات وعادات واطوار پر مشتمل ہوا کرتا ہے، یہ بے فکری و آزادی، کھیل کود، شغل میلہ اور معصومانہ شرارتوں پر مبنی دور حیات ہے لیکن سیدہ کائنات کا مبارک بچپن بھی دیگر اوصاف جمیلہ کی طرح بے مثل و بے مثال تھا۔ بے پرواہی کے اس عرصہ زیست میں بھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا عام بچوں سے بالکل مختلف نظر آتی ہیں۔ متانت و سنجیدگی، سلیقہ مندی، لہو ولعب سے اجتناب بچپنے میں بھی نمایاں اوصاف تھے، چونکہ آپ کی عمر مبارک ابھی نو سال ہی تھی جب والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کے سایہ عاطفت سے محروم ہو گئیں تو مختلف اوقات میں آپ رضی اللہ عنہا کی تعلیم وتربیت مختلف خواتین کے سپرد رہی جن کا تذکرہ ہو چکا لیکن دینی تعلیم میں آپ رضی اللہ عنہا اپنے والد گرامی معلم الناس، رحمت اللعالمین، محبوب رب العالمین ﷺ کی تلمیذہ رشیدہ ہیں۔ ننھی سیدہ وقتاً فوقتاً رسول اکرم ﷺ اور حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا سے ایسے سوالات پوچھتی تھیں جن سے ان کی ذہانت اور فطانت کا اظہار ہوتا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک دن سیدہ پاک نے اپنی والدہ ماجدہ سے پوچھا کہ اماں جان، اللہ تعالٰی جس نے ہمیں اور دنیا کی ہر چیز کو پیدا کیا ہے کیا وہ ہمیں نظر بھی آسکتا ہے؟

حضرت خدیجہ الکبری نے فرمایا "بیٹی اگر ہم دنیا مں اللہ تعالٰی کی عبادت کریں، اس کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور

13- محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، کتاب الزکوۃ، اتقوا النار ولو بشق التمرہ، رقم الحدیث 1418، جلد دوم، ص 110

نیکی کریں، اللہ کی منع کی ہوئی چیزوں سے باز رہیں، کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہرائیں کہ صرف اسی کو عبادت کے لائق سمجھیں اور اللہ کے رسول پر ایمان لائیں تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے، اس دن نیکی اور بدی کا حساب بھی ہو گا۔ (14)

2- جوانی

زندگی کا یہ حصہ دنیا و آخرت ہر دو اعتبار سے اہم ترین ہوتا ہے سیدہ پاک رضی اللہ عنہا کی جوانی قیامت تک کی نوجوان لڑکیوں کے لیے کامل نمونہ ہے۔ ہمارے یہاں جوانی مستانی کے الفاظ سے اس قیمتی وقت اور دورانیے کو بے دردی سے لغویات کی نظر کر دیا جاتا ہے لیکن سرور عالم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی لخت جگر نے جوانی میں اللہ اور رسول کی کامل محبت و اتباع اور خوشنودی باری تعالیٰ کی عمدہ مثال قائم کی جسے لفظوں میں بیان کرنا ممکن نہیں تو از حد مشکل ضرور ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا سر تا پا اپنے پدر بزرگوار صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی تصویر تھیں۔ جن کی طہارت کے لیے نبی رحمت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنی چادر تطہیر میں لے کر دعا کی ہو ان کی پاک دامنی لفظوں میں بیان ہو بھی تو کیسے! حدیث پاک میں ہے:

"عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ رَبِيبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمْ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَجَلَّلَهُمْ بِكِسَاءٍ وَعَلِيٌّ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَجَلَّلَهُ بِكِسَاءٍ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمْ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا"

"عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پروردہ فرماتے ہیں کہ آیت (اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا) یعنی اہل بیت! اللہ چاہتا ہے کہ تمہاری ناپاکی کو دور کر دے) ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نازل ہوئی تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے حضرت فاطمہ، حسن اور حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بلایا اور ان پر ایک چادر ڈال دی۔ علی رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے تھے۔ چنانچہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ان سب پر چادر ڈالنے کے بعد فرمایا اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے ناپاکی کو دور کر دے اور انھیں اچھی طرح پاک کر دے۔ (15)

اسی طرح تقوی و پرہیز گاری اور خوف خدا کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہا کی جوانی اتنی پاکیزہ اور طیب و طاہر ہے کہ بلیقین آپ رضی اللہ عنہا جوانی کی عبادات پر مرتب ہونے والے ثواب " وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ " کی حقدار ہیں۔ (16)

---

[14]- طالب ہاشمی، سیرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا، البدر پبلیکیشنز: لاہور، ص 62

[15]- حافظ ابو عیسی محمد بن عیسی الترمذی، جامع الترمذی، ابواب المناقب، مناقب اہل بیت النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، (کراچی: مکتبہ البشری)، رقم الحدیث: 3813، جلد سوم، ص 1390

[16]- محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، کتاب المحاربین، باب فضل من ترک الفواحش، جلد دوم، رقم الحدیث: 6806

3- شادی کے بعد

شادی کے بعد عموماً عورتیں آزاد مزاج اور کھلی طبیعت والی ہو جاتی ہیں کتب فقہ میں باکرہ اور ثیبہ کے الفاظ اذن نکاح میں تفاوت اس کی واضح دلیل ہے کہ باکرہ سے اگر نکاح کی اجازت مانگی گئی اور وہ خاموش ہو گئی یا بلا آواز رو پڑی تو اسے بھی اجازت شمار کیا جائے گا لیکن ثیبہ کے لیے زبان سے اقرار نکاح اور اجازت ضروری ہے،

"قَالَ فَإِذَا اسْتَأْذَنَهَا الْوَلِيُّ فَسَكَتَتْ أَوْ ضَحِكَتْ فَهُوَ إِذْنٌ لِقَوْلِهِ اللي ام ((الْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ فِي نَفْسِهَا، فَإِنْ سَكَتَتْ فَقَدْ رَضِيَتْ))، وَ لِأَنَّ جَهَةَ الرِّضَاءِ فِيهِ رَاجِحَةٌ ، لِأَنَّهَا تَسْتَحْيِي عَنْ إِظْهَارِ الرَّغْبَةِ لَا عَنِ الرَّدِّ وَالضَّحِكُ أَدَلُّ عَلَى الرِّضَاءِ مِنَ السُّكُوتِ، بِخِلَافِ مَا إِذَا بَكَتْ، لِأَنَّهُ دَلِيلُ السُّخْطِ وَالْكَرَاهَةِ"

"فرماتے ہیں کہ ولی نے باکرہ بالغہ سے اجازت طلب کی پھر وہ خاموش ہو گی یا ہنسنے لگی، تو وہ اجازت ہے، اس لیے کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ "باکرہ سے اس کی ذات کے متعلق اجازت طلب کی جاتی ہے، لہٰذا اگر وہ خاموش ہوگئی تو گویا کہ راضی ہے"، اور اس لیے کہ سکوت میں رضا کی جہت راجح ہے، کیوں کہ باکرہ اظہار رغبت ہی سے شرماتی ہے، رد کرنے سے نہیں شرماتی، اور سکوت کے مقابلے میں ضحک رضامندی پر زیادہ دلالت کرتا ہے۔ بر خلاف اس صورت کے جب وہ روئے، اس لیے کہ رونا ناراضگی اور ناپسندیدگی کی دلیل ہے۔" [17]

لیکن اس فطری تبدل و تفرق کے باوجود سیدہ پاک رضی اللہ عنہا شادی کے بعد پہلے سے زیادہ باحیا اور سراپائے ادب و نیاز بن کر والد گرامی ﷺ کے سامنے آیا کرتی تھیں اور اکثر اوقات شرم و حیا کی وجہ سے اپنی مکمل بات بھی نبی رحمت ﷺ کے سامنے بیان کرنے کی جسارت نہیں کر پاتی تھیں۔ جیسا کہ صاحب ضیاء النبی ﷺ رقمطراز ہیں:

گھر کے چھوٹے بڑے کام شہنشاہ کونین ﷺ کی لخت جگر اپنے دست مبارک سے انجام دیتی، کثرت کار سے نازک ہتھیلیوں میں گٹے پڑ گئے تھے۔ ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سنا کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس چند غلام اور لونڈیاں آئی ہیں۔ آپ نے حضرت سیدہ کو کہا۔ کہ اگر آج آپ جا کر حضور ﷺ کو عرض کریں کہ حضور ﷺ ایک کنیز آپ کو دے دیں تو آپ کا یہ بوجھ ہلکا ہو جائے گا۔ حضرت سیدہ حاضر ہوئیں حضور ﷺ انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے فرمایا، مالکِ یَا بُنَيَّتِي؟ بیٹی کیسے آنا ہوا؟

---

[17] - ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی، الہدایہ مع الدرایہ، کتاب النکاح، باب فی الاولیاء ولا کفاء (مکتبہ رحمانیہ: لاہور)، جلد دوم، ص336

MY ISLAMICUS
A Research Journal of Institute of Islamic Studies & Shariah, MY University Islamabad, Pakistan
https://myislamicus.com/index.php/myi Volume.1, Issue.1 (Dec-2024)

عرض کیا جِئۡتُ لاُسَلِّمَ عَلَیۡکَ میں حضور ﷺ کو سلام عرض کرنے کے لئے حاضر ہوئی ہوں۔ شرم کے مارے اپنی گزارش پیش نہ کر سکیں۔ کچھ دیر ٹھہریں پھر واپس چلی گئیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سارا ماجرا بتایا سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ لیا اور کاشانہ نبوت ﷺ میں حاضر ہوئے اور آکر عرض کی کہ حضور ﷺ کی صاحبزادی یہ گزارش کرنے کے لئے حاضر ہوئی تھیں ادب و حیا نے اجازت نہ دی کہ عرض کریں سرور انبیاء ﷺ نے یہ عرضداشت جو سب سے لاڈلے داماد نے سب سے لاڈلی بیٹی کی طرف سے پیش کی تھی سنی اور سن کر فرمایا۔

"لَا وَاللَّهِ لَا أُعْطِيكُمَا وَأَدَعُ أَهْلَ الصُّفَّةِ تَتَلَوَّى بُطُونُهُم لَا أَجِدُ مَا أُنْفِقُ عَلَيْهِمْ وَلَكِنْ أَبِيعُ وَانْفِقُ عَلَيْهِمْ بِالتَّيْنِ"

"نہیں بخدا نہیں میں تمہیں ایسے وقت کچھ نہیں دوں گا یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اہل صفہ کو نظر انداز کر دوں جب کہ ان کے پیٹ شدت فاقہ سے سکڑ کر رہ گئے ہیں اور میرے پاس کچھ نہیں جو میں ان پر خرچ کر سکوں میں ان غلاموں اور لونڈیوں کو فروخت کروں گا ان کی جو قیمت ملے گی اس سے ان کی ضرورتیں پوری کروں گا"

یہ جواب بالصواب سن کر دونوں سراپا تسلیم و رضا بنے ہوئے واپس تشریف لے آئے، کچھ دیر بعد سرکار دو عالم ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا۔

أَلَا أُخْبِرُكُمَا بِخَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَانِي

"کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو کئی گنا بہتر ہے اس چیز سے جس کا تم نے مجھ سے سوال کیا؟

دونوں نے یک زبان ہو کر عرض کی "بلی یا رسول اللہ!" اے اللہ کے رسول ضرور مہربانی فرمائیے۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ یہ چند کلمات ہیں جو جبرائیل نے مجھے سکھائے ہیں وہ یہ کہ ہر نماز کے بعد تم دس مرتبہ سبحان اللہ دس مرتبہ الحمد للہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر۔ اور جب رات کو سونے لگو تو تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمد اللہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کرو۔ ان دونوں گرامی قدر ہستیوں نے بصد تشکر اس انعام گرامی کو قبول کیا اور زندگی کے آخری دم تک اس وظیفہ کا ورد کرتے رہے۔ (18)

2-بہن

---

[18] - محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء النبی ﷺ، باب سیدۃ النساء العالمین کا عقد کتخدائی، مکتبہ ضیاء القران پبلیکیشنز لاہور، جلد سوم، ص 425/426

بڑی بہنیں محبت و شفقت اور بھائیوں پر نثار ہونے میں ماں کی مثل ہوتی ہیں اور چھوٹی بہنیں مثل بیٹی۔ سیدہ پاک رضی اللہ عنہا جیسے بے مثل بیٹی تھیں اسی طرح وہ جان نچھاور کرنے والی بہن بھی تھیں، اگرچہ کتب حدیث اور سیر و تاریخ میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ابتدائی زندگی کے بہت ہی کم واقعات ملتے ہیں، صرف چند روایات ایسی ہیں جن میں ان کے بچپن سے سن شعور تک کی زندگی کے کچھ احوال معلوم ہوتے ہیں۔ یہ بات صرف سیدہ پاک رضی اللہ عنہا کی ذات پاک تک ہی محدود نہیں بلکہ دوسری بنات طاہرات ازدواج مطہرات اور بیشتر صحابہ و صحابیات علیہم الرضوان کے بارے میں بھی درست ہے اور اس کا ایک سبب یہ ہے کہ اہل سیر و تواریخ نے اپنی زیادہ تر توجہ نبی رحمت ﷺ کی سیرت طیبہ بیان کرنے پر دی اور آپ ﷺ کے متعلقین (اولاد، ازدواج، اہل و اصحاب) کے عموماً وہی حالات ذکر کیے ہیں جن کا براہ راست ذات نبوی ﷺ سے تعلق تھا یا اسلامی سیاست اور ریاست سے۔ بہرحال جو روایات ملتی ہیں ان میں سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بچپن سے جوانی تک کے حالات کا کچھ نہ کچھ علم ضرور ہو جاتا ہے، ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فطری طور پر نہایت ہی متین اور تنہائی پسند طبیعت کی مالکہ تھیں۔ چونکہ آپ رضی اللہ عنہا سب سے عمر میں چھوٹی تھیں اس لیے سرور عالم ﷺ اور اماں خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کو ان سے حد درجہ محبت تھی۔ بچپن ہی سے سیدہ پاک رضی اللہ عنہا اپنے پدر بزرگوار ﷺ کی عادات و اطوار، رفتار و گفتار اور ہر ہر ادائے دلنواز کا مشاہدہ کرتیں اور ان عادات کریمہ کو اپنے قلب اطہر پر کندہ کرتی رہتی تھیں اس لیے آپ رضی اللہ عنہا اسوہ حسنہ کا کامل عکس بن کر ظاہر ہوئیں۔ اسی تربیت کا اثر تھا کہ بہنوں کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہا کا سلوک اور رویہ از حد فیاضانہ اور مؤدبانہ تھا۔

3- بیوی

زوجین کا باہمی پیار، حسن سلوک اور اتفاق بہترین زندگی کی علامت ہے اور اس کے برعکس باہمی منافرت، بدسلوکی اور بے اتفاقی کی کیفیات بے برکتی اور بے چینی کا سبب بنتی ہیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بہترین بیٹی اور بہن ہونے کے ساتھ ایک بے مثل فرمانبردار زوجہ بھی تھیں، آپ رضی اللہ عنہا کی ازدواجی زندگی کا مطالعہ کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نے کبھی بھی اپنے شوہر نامدار، شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالی عنہ سے بدسلوکی نہیں کی۔ بتقاضائے بشریت اگر دو چار دفعہ شکر رنجی ہوئی بھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس پر معذرت بھی کی اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو راضی بھی کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ رضی اللہ عنہا کا غایت درجہ احترام کرتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہا کی رضا و خوشنودی کو ملحوظ خاطر رکھا کرتے تھے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے کریم آقا ﷺ سے سن رکھا تھا،

إِنَّمَا ابْنَتِي بَضْعَةٌ مِنِّي (19)

میری بیٹی فاطمہ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔

چنانچہ میاں بیوی کے مثالی تعلقات کی وجہ سے ان کا گھر جنت کا نمونہ تھا۔

ایک بار سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بخار ہوا رات انہوں نے سخت بے چینی میں گزاری، حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ جاگتے رہے فجر سے کچھ پہلے آنکھ لگی اور پھر جب مؤذن نے اذان دی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور دیکھا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا وضو فرما رہی ہیں، شیر خدا مسجد چلے گئے نماز پڑھ کے واپس لوٹے تو دیکھا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا چکی میں آٹا پیس رہی ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فاطمہ! تمہیں اپنے حال پر رحم نہیں آتا؟ رات بھر بے چین رہی ہو پھر صبح ٹھنڈے پانی سے وضو بھی کر لیا اور اب چکی بھی چلا رہی ہو اگر بخار زیادہ ہو گیا تو؟

اس پر سیدہ پاک نے سر جھکا کر جواب دیا کہ

"اگر میں اپنے فرائض ادا کرنے میں مر بھی جاؤں تو کوئی پرواہ نہیں میں نے وضو کیا اور نماز پڑھی اپنے رب کی رضا کے لیے اور چکی چلا رہی ہوں آپ کی اطاعت اور بچوں کی خدمت کے لے" (20)

اسی اطاعت و خدمت کا اثر تھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ فاطمہ کے ساتھ آپ کی زندگی کیسی تھی؟ تو آپ رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا:

"فاطمہ جنت کا ایک خوشبودار پھول تھی جس کے مرجھانے کے باوجود اس کی خوشبو سے اب تک میرا دماغ معطر ہے، اس نے اپنی زندگی میں مجھے کبھی کسی شکایت کا موقع نہ دیا"(21)

4- ماں

اللہ کریم نے کائنات میں ہر چیز کا نعم البدل پیدا کیا ہے لیکن ماں باپ ایسی ہستیاں ہیں جن کا نعم البدل تو کیا صرف بدل بھی پیدا نہیں کیا گیا۔ ان دونوں میں سے ماں کو جو مقام و مرتبہ عطا کیا گیا اس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ-حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ-وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ-حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً"

---

[19]- مسلم بن حجاج القشیری، صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل فاطمہ، (کراچی: مکتبہ البشری، 1438)، رقم الحدیث: 6303، جلد سوم، ص 1536

[20]- طالب ہاشمی، سیرت فاطمۃ الزہراء البدر پبلکیشنز لاہور، ص 107

[21]- طالب ہاشمی، سیرت فاطمۃ الزہراء البدر پبلکیشنز لاہور، ص 108

اور ہم نے آدمی کو حکم دیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے، اس کی ماں نے اسے پیٹ میں مشقت سے رکھا اور مشقت سے اس کو جنا اور اس کے حمل اور اس کے دودھ چھڑانے کی مدت تیس مہینے ہے یہاں تک کہ جب وہ اپنی کامل قوت کی عمر کو پہنچا اور چالیس سال کا ہو گیا۔[22]

اسی طرح نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

"عن ابي هريرة، قال: قال رجل: " يا رسول الله ﷺ، من احق الناس بحسن الصحبة؟ قال: امك، ثم امك، ثم امك، ثم ابوك، ثم ادناك ادناك-"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہا: ایک شخص نے پوچھا: اللہ کے رسول ﷺ! لوگوں میں سے (میری طرف سے) حسن معاشرت کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہاری ماں، پھر تمہاری ماں، پھر تمہاری ماں، پھر تمہارا باپ، پھر جو تمہارا زیادہ قریبی (رشتہ دار) ہو، (پھر جو اس کے بعد) تمہارا قریبی ہو۔" (اسی ترتیب سے آگے حق دار بنیں گے)[23]

اگر ماں ہونے کی حیثیت سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی سیرت پاک کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا جیسی ماں بھی خلاق عالم نے پیدا نہیں فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہا ہی کی تربیت کا اثر تھا کہ دنیائے انسانیت نے حسن و حسین اور زینب پاک رضی اللہ عنھما وعنہا جیسے مجاہدین دیکھے جن کے دامن کرم سے ملی خیرات کے تصدق سے آج تک شجر اسلام پر بہار ہے۔ حقیقت تو یہی ہے کہ حسنین کریمین اور حضرت زینب و کلثوم رضوان اللہ علیہم اجمعین کہ اعلیٰ اخلاق، پختہ کردار، زہد و تقوی، عبادت و ریاضت، قناعت و درگزر، شجاعت و علم و حلم اور دیگر بے شمار اوصاف حمیدہ اور خصائل عالی سے متصف ہونا سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی محبت و شفقت اور عمدہ تربیت پر روشن دلیل ہے، اس لیے کہ ماں اگر بے اعتنائی اور بے پرواہی کا مظاہرہ کرے یا تربیت میں سستی کرے تو اولادیں ناقص و ناکارہ ہو جایا کرتی ہیں۔

اسی حسن تربیت اور ایثار کا ایک منظر اس انداز میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ نے بیان کیا کہ:

"سیدہ کائنات خود کھانا نہیں کھایا کرتی تھیں جب تک حضرت علی اور بچے نہ کھالیتے"[24]

عموماً چھوٹے بچوں کے نگہداشت کی وجہ سے مائیں نفلی عبادات و ریاضات کے لیے زیادہ وقت نہیں نکال سکتیں، فرائض پر ہی اکتفا کرتی ہیں اور جو نوافل و اذکار میں زیادہ وقت گزارنے لگ جائیں وہ بچوں کی اچھی طرح دیکھ بھال نہیں کر سکتیں

---

[22]- القرآن: 46/15

[23]- مسلم بن حجاج القشیری، صحیح مسلم، کِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالآدَابِ، باب بِرِّ الْوَالِدَيْنِ وَأَنَّهُمَا أَحَقُّ بِهِ، جلد سوم، رقم الحدیث: 6501

[24]- طالب ہاشمی، سیرت فاطمۃ الزہراء البدر پبلکیشنز لاہور، ص 108

لیکن ماں ہونے کی حیثیت سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی سیرت پاک کا یہ پہلو بھی لائق التفات اور قابل صد تحسین ہے کہ چھوٹے چھوٹے بچے ہونے کے باوجود آپ شب زندہ دار بھی تھیں اور بچوں کی تعلیم وتربیت میں بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔

موجودہ معاشرتی مسائل (خانگی معاملات) کا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کی روشنی میں ممکنہ حل

ویسے تو ہم بے شمار معاشرتی مسائل میں الجھے ہوئے ہیں ان تمام مسائل کی توضیح اور ان کا حل بیان کرنا تو اس مختصر مقالہ میں ممکن نہیں اس لے ہم اختصار کے پیش نظر صرف خانگی مسائل کا سیرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی روشنی میں ممکنہ حل بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

عصر حاضر کے خانگی معاملات میں یہ چند مسائل سر فہرست ہیں۔

1- زوجین کی باہمی ناچاقی

2- بے اتفاقی

3- اخلاص ووفا میں کمی

4- شرعی احکامات سے ناواقفیت اور اعراض

5- شرم وحیاسے دوری

1- زوجین کی باہمی ناچاقی

باہمی ناچاقی کی بہت سی وجوہات میں سے ایک اہم وجہ عدم برداشت ہے۔ عدم برداشت کی وجہ سے لوگ بلڈ پریشر، سٹریس، ذہنی تناؤ اور دیگر کئی جان لیوا امراض کا تیزی سے شکار ہو رہے ہیں شوہر نے ذراسی بات کی تو بیوی الجھ پڑی یا کبھی بیوی کی زبان سے کوئی تلخ بات نکلی تو میاں صاحب برہم ہو گئے، اس عدم برداشت کی وجہ سے زوجین باہمی ناچاقی اور انتشار وافتراق میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اگر ہم اس پہلو سے سیدہ پاک رضی اللہ عنہا کی سیرت کا مطالعہ کریں تو اس مسئلے کا احسن حل نظر آتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سر پر گھاس کا گٹھا اٹھائے گھر تشریف لائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا ذرا یہ گٹھا اتارنے میں میری مدد کرو، اس وقت وہ کسی اور کام میں مصروف تھیں اس لیے اٹھنے میں ذرا تاخیر ہو گئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گٹھا زمین پر دے مارا اور کہا لگتا ہے تم گھاس کے گٹھے کو ہاتھ لگانے میں سبکی محسوس کرتی ہو؟

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ میں کام میں مصروفیت کی وجہ سے جلدی نہ اٹھ سکی ورنہ جو کام میرے ابا جان ﷺ محبوب خدا ہونے کے باوجود اپنے مبارک ہاتھوں سے کرتے ہیں انہیں کرنے میں میں کیسے سبکی

محسوس کر سکتی ہوں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کا جواب سن کر مسکرائے اور کمرے میں چلے گئے۔ (25)

شیر خدا اور سیدہ کائنات کی سیرت کے اس واقعہ کی روشنی میں زوجین کی باہمی ناچاقی اور عدم برداشت کا بہترین حل موجود ہے، غلط فہمی دور کرنا اور ضبط کا دامن تھام کے رکھنا اس کے دو اہم رکن ہیں۔

2- بے اتفاقی

بعض اوقات زوجین کی مزاج میں اختلاف کی وجہ سے باہمی نا اتفاقی کی صورتحال پیدا ہو جاتی ہے اور بات لڑائی جھگڑے تک پہنچ جاتی ہے۔ اس مسئلے میں چند باتوں کا بیان از حد ضروری ہے،

سب سے پہلی بات تو یہ کہ نکاح سے پہلے لڑکے اور لڑکی کا ہم مزاج یا قریب المزاج ہونا ضرور مد نظر رکھنا چاہیے تاکہ بعد کے مسائل اور پریشانیوں سے بچا جا سکے۔ اگر ہم کتب فقہ کے باب النکاح میں "کفو" کے مسائل دیکھیں تو ان میں بھی یہی حکمت پوشیدہ نظر آتی ہے کہ اسلام زوجین کے ہم مزاج ہونے کو پسند کرتا ہے۔ الھدایہ کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

"الْكَفَاءَةُ فِي النِّكَاحِ مُعْتَبَرَةٌ قَالَ صلی اللہ علیہ وسلم: (أَلَا لَا يُزَوِّجُ النِّسَاءَ إِلَّا الْأَوْلِيَاءُ، وَ لَا يُزَوَّجْنَ إِلَّا مِنَ الْأَكْفَاءِ)، وَلِأَنَّ انْتِظَامَ الْمَصَالِحِ بَيْنَ الْمُتَكَافِئَيْنِ عَادَةً، لِأَنَّ الشَّرِيفَةَ تَأْبَى أَنْ تَكُونَ مُسْتَفْرَشَةً لِلْخَسِيسِ فَلَا بُدَّ مِنْ اِعْتِبَارِهَا، بِخِلَافِ جَانِبِهَا لِأَنَّ الزَّوْجَ مُسْتَفْرِضٌ فَلَا تَغِيظُهُ دَنَاءَةُ الْفِرَاشِ وَ إِذَا زَوَّجَتِ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا مِنْ غَيْرِ كُفْءٍ فَلِلَّاوِلِيَاءِ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَهُمَا دَفْعًا لِضَرَرِ الْعَارِ عَنْ أَنْفُسِهِمْ."

"نکاح میں کفاءت معتبر ہے، آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ "خبر دار عورتوں کا نکاح ولی ہی کریں اور صرف کفو سے کریں۔ اور اس لیے بھی کہ عام طور پر مصلحتوں کا نظم و انتظام دو ہم کفو کے مابین ہی ہو پاتا ہے، کیوں کہ شریف عورت رذیل مرد کا فراش بننے سے انکار کر دیتی ہے، لہذا کفاءت کا اعتبار کرنا ضروری ہے بر خلاف عورت کی جانب، کیوں کہ شوہر فراش بنانے والا ہے، لہذا فراش کی کمینگی اسے غضب ناک نہیں بنائے گی۔ اور جب عورت نے غیر کفو سے اپنا نکاح کر لیا، تو اپنے اوپر سے عار کے ضرر کو دور کرنے کے لیے اولیاء کو ان میں تفریق کرنے کا حق ہے۔" (26)

دوسری بات یہ کہ قرآن حکیم نے اس رشتہ کی اہمیت کے پیش نظر مرد کو یہ تعلیم ارشاد فرمائی ہے کہ وہ عورت کی خوبیوں پر نظر رکھے اور خامیوں سے صرف نظر کرے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْــًٔـا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا

اور (عورتوں) سے اچھا برتاؤ کرو پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں

25- طالب ہاشمی، سیرت فاطمۃ الزہراء البدر پبلیکیشنز لاہور، ص 108

26- ابو الحسن علی بن ابی بکر المرغینانی، الہدایہ مع الدرایۃ، کتاب النکاح، فصل فی الکفاءۃ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، جلد دوم، ص 341

ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے۔" (27)

تیسری بات یہ ہے کہ سیدہ پاک رضی اللہ عنہا کی سیرت میں اس حوالے سے رہنمائی اس انداز میں موجود ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے اپنی لخت جگر کو خود شوہر کی رضامندی کی تلقین کی،

"ایک بار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے درمیان شکر رنجی ہوئی تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: بیٹی میری بات غور سے سنو! کوئی میاں بیوی ایسے نہیں ہیں جن میں کبھی بھی اختلاف رائے پیدا نہ ہو اور کون ایسا مرد ہے جو ہر کام اپنی بیوی کے مزاج کے مطابق ہی کرتا ہے اور بیوی کی کسی بھی بات پر ناخوشی کا اظہار نہیں کرتا؟ یہ سن کر شیر خدا رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا خدا کی قسم آئندہ میں کبھی کوئی ایسی بات نہیں کروں گا جو تمہارے مزاج کے خلاف ہو یا جس سے تمہاری دل شکنی ہو اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے رویے پہ معذرت کی"(28)

3-اخلاص ووفا میں کمی

میاں بیوی کا رشتہ اخلاص و محبت اور وفا کا رشتہ ہے اگر اس میں کھوٹ یا مفاد پرستی شامل ہو جائے تو اس کا وقار برقرار نہیں رہتا، ہمارے خانگی مسائل میں سے ایک مسئلہ اخلاص ووفا میں کمی بھی ہے۔مادیت پرستی کے غلبہ اور حرص و طمع کی وجہ سے بعض اوقات زوجین میں سے کوئی بھی اس مصیبت کا شکار ہو جاتا ہے، عموماً مالی حالات کی خرابی ہی اخلاص ووفا میں کمی کا باعث بن جاتی ہے۔اگر اخلاص ووفا کی مثال دیکھنی ہو تو وہ بھی ہمیں سیدہ، طیبہ، طاہرہ، عابدہ، زاہدہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا کی زندگی میں نظر آتی ہے۔حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ مالدار آدمی نہیں تھے بلکہ محنت مزدوری کرکے گزر بسر کیا کرتے تھے، کئی کئی دن تک فاقوں کی بھی نوبت آجایا کرتی تھی لیکن اس کسمپرسی کی حالت میں میرے پاک نبی ﷺ کی لاڈلی شہزادی کے ماتھے پر کبھی بل تک نہیں آیا۔ہمیشہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حوصلہ بڑھایا کرتی تھیں، کبھی کوئی فرمائش نہ کی نہ ہی غربت و افلاس کا شکوہ کیا، اسی استغناء کی وجہ سے انہیں "بتول" (دنیا سے کٹ کر رہنے والی) کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔دوجہانوں کے سلطان ﷺ کی شہزادی ہونے کے باوجود گھر کے سارے کام خود اپنے ہاتھوں سے کرتی تھیں، کاموں کی کثرت کی وجہ سے مبارک ہاتھوں پر چھالے پڑ جایا کرتے تھے اور بدن مبارک ٹوٹ جاتا لیکن صبر و استقامت اور فقر اختیاری کی یہ پیکر اخلاص ووفا کبھی ان باتوں سے مغموم نہ ہوئیں۔ان مشقتوں کا اندازہ اس حدیث پاک سے لگایا جاسکتا ہے کہ

---

[27]- القرآن:19/4

[28]- طالب ہاشمی، سیرت فاطمۃ الزہراء البدر پبلیکیشنز لاہور، ص104

آپ رضی اللہ عنہا کو خادمہ کی ضرورت تھی تو ایک بار اس عرض تمنا کے لیے سرورِ عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں،

"عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، " أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَام أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ خَادِمًا، فَقَالَ: أَلَا أُخْبِرُكِ مَا هُوَ خَيْرٌ لَكِ مِنْهُ؟ تُسَبِّحِينَ اللَّهَ عِنْدَ مَنَامِكِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتَحْمَدِينَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتُكَبِّرِينَ اللَّهَ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ"

"علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھیں اور آپ ﷺ سے ایک خادم مانگا تھا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتادوں جو تمہارے لیے اس سے بہتر ہو۔ سوتے وقت تینتیس (33) مرتبہ «سبحان اللہ»، تینتیس (33) مرتبہ «الحمد اللہ» اور چونتیس (34) مرتبہ «اللہ اکبر» پڑھ لیا کرو۔" [29]

4: شرعی احکامات سے ناواقفیت اور اعراض

عام طور پر ہماری بے چینی اور اضطراب کی وجہ من چاہی زندگی کی خواہش ہے، ہم اسلام کے حیات آفریں اصولوں سے اغماض کرتے ہیں جس کی وجہ سے ذاتی سکون کے ساتھ گھر کا سکون بھی برباد ہوتا ہے۔ گھریلو لڑائی جھگڑے، باہمی عدم اعتنا، بے برکتی، فسادات، منافرت، بغض و حسد اور کینہ پروری کے علاوہ دیگر بے شمار معاشی، معاشرتی اور خانگی مسائل جنم لیتے ہیں۔ اگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی سیرت پاک سے اس بارے میں رہنمائی لیں تو معاملہ یوں ہے کہ سیدہ پاک رضی اللہ تعالی عنہا شرعی احکامات میں سے فرائض تو کجا کبھی سنت اور اولی کی بھی تارک نہیں ہوئیں۔ دن بھر گھر کے کام، خاوند کی خدمت، بچوں کی نگہداشت اور رات کی تنہائیوں میں اپنے خالق و مالک سے سرگوشیاں۔

امام حسن کا فرمان ہے کہ:

"میں اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کو (گھر کے کاموں سے فرصت پانے کے بعد) صبح سے شام تک محرابِ عبادت میں اللہ کریم کے سامنے گریہ زاری کرتے، خوش و خضوع کے ساتھ حمد و ثنا کرتے اور دعائیں مانگتے دیکھا کرتا تھا" [30]

خواجہ حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی عبادت کا حال یہ تھا کہ اکثر ساری ساری رات عبادت میں گزار دیا کرتی تھیں" [31]

[29] - محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، کِتَاب النَّفَقَاتِ، بَاب خَادِمِ الْمَرْأَةِ، جلد سوم، رقم الحدیث: 5362

[30] - طالب ہاشمی، سیرت فاطمۃ الزہرا، البدر پبلیکیشنز لاہور، ص 112

[31] - طالب ہاشمی، سیرت فاطمۃ الزہرا، البدر پبلیکیشنز لاہور، ص 112

5- شرم وحیا سے دوری

اکثر شادی شدہ گھروں کی خرابی کی وجہ شرم وحیا جیسی عالی صفات سے عاری ہونا اور بے ہودگی و بے حیائی کی طرف مائل ہونا بھی ہے۔ طلاق کے متعدد وجوہات میں سے ایک وجہ میاں یا بیوی کا بدکردار ہونا اور حیا سوز حرکات کا مرتکب ہونا ہوتا ہے۔ حیا اسلام کا حسن ہے قرآن وحدیث میں اس بات پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے، مردوں اور عورتوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا گیا، ارشاد باری تعالی ہے:

"قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ۔"(32)

مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں۔

اسی طرح عورتوں کو بھی نگاہیں نیچی رکھنے اور پردہ کرنے کا حکم دیا گیا:

"وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ" (33)

"اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں۔"

حیا کو اسلام کی اصل قرار دیا گیا، ایک شخص دوسرے کو حیا کی تلقین کر رہا تھا تو نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"عن ابن عمر قال أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِرَجُلٍ وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ"

"عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے وہ اپنے بھائی کو حیاء (شرم اور پاکدامنی) اختیار کرنے پر نصیحت کر رہا تھا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے (بطور تاکید) فرمایا: "حیاء ایمان کا ایک حصہ ہے"(34)

اسی طرح ایک مقام پر یہ بھی فرمایا:

"عن ابن مسعود قال: قال النبي ﷺ: " إن مما ادرك الناس من كلام النبوة الاولى إذا لم

32- القرآن: 24 /30

33- القرآن: 24/ 31

34- حافظ ابو عیسی محمد بن عیسی الترمذی، سنن الترمذی، کتاب الایمان عن رسول اللہ ﷺ، باب مَا جَاءَ أَنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الإِيمَانِ، جلد دوم، ص 2615

تستحي فاصنع ما شئت"

ابن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:"اگلے پیغمبروں کا کلام جو لوگوں کو ملا اس میں یہ بھی ہے کہ جب شرم ہی نہ رہی تو پھر جو جی چاہے وہ کرے۔"(35)

آج ڈراموں، فلموں، سوشل چینلز، مخلوط نظام تعلیم، عدم تربیت، دین سے بیزاری و جہالت اور دیگر وجوہات کی وجہ سے پورے کا پورا معاشرہ بے حیائی اور فحاشی کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے اور بظاہر اس سے نکلنے کی کوئی صورت بھی نظر نہیں آرہی۔ بے حیائی، بے پردگی، نیم برہنہ لباس، نت نئے فیشن، مغربی تہذیب کی طرف میلان اور نہ ختم ہونے والے بے حیائی کے سوشل میڈیا اکاؤنٹس اس ملت بیضاء کو ملت سوداء میں تبدیل کر رہے ہیں۔ اسی حقیقت کو حکیم الامت علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے تقریباً ایک صدی پہلے اس انداز میں بیان کیا کہ:

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا ۔۔۔ روح محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو
فکر عرب کو دے کے فرنگی تخیلات ۔۔۔ اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو(36)

اگر اس مسئلے کو سیدہ پاک رضی اللہ عنہا کی سیرت کے آئینے میں حل کرنا چاہیں تو میں اپنا ایک جملہ آپ کی نظر کرتا ہوں،

"حیا تو جنم ہی میرے پاک نبی ﷺ کے گھر (ازواج و اولاد) سے لیتی ہے"

شرم وحیا کی پیکر اتم کی وصیت ان تمام لوگوں کے لیے زہر قاتل ہے جو سرعام یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ "پردہ تو صرف آنکھوں کا ہوتا ہے" "بس جی آنکھوں میں حیا ہونی چاہیے پردے سے کیا ہوتا ہے" وغیرہ

سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا نے مرض وصال میں اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو وصیت کی کہ:

"میرے لیے اہل حبشہ کی طرح ایک پالکی سی تیار کر دیں تاکہ بعد از وصال میرے کفن تک کسی کی نظر نہ جائے اور اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت کی کہ مجھے رات کے وقت دفن کرنا تاکہ میرے کفن پر بھی کسی غیر محرم کی نظر نہ پڑے"(37)

35- محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، کتاب الادب، باب إذا لم تستحي فاصنع ما شئت، جلد سوم، ص6120

36- پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی، آسان کلیات اقبال، کتاب ضرب کلیم، باب ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام، مکتبہ دانیال لاہور، ص472

37- عبدالمجید خادم سہدروی، سیرت فاطمۃ الزہراء، مکتبہ الفہیم، ص142

ذرا توجہ فرمائیں سیدہ کائنات رضی اللہ تعالی عنہا تو اپنے کفن پر بھی غیر محرم کی نظر کو برداشت نہیں کر رہیں تو اگر ہم اسی سیدہ پاک کے نام کو باعث برکت سمجھ کر رکھنے والے مسلمان مرد و عورت ان کی سیرت کو اپنانا چاہیں تو شرم وحیا (ظاہری و باطنی) کی صفت سے متصف ہوئے بغیر یہ ممکن ہی نہیں۔

خلاصہ کلام

جیسے جیسے دور نبوی سے فاصلہ بڑھتا جارہا ہے ویسے ویسے ایک بار پھر دینی اعتبار سے عروج سے نزول کی طرف تیزی سے سفر جاری ہے، دن بدن لمحہ بہ لمحہ حالات دگرگوں ہوتے جارہے ہیں، اخلاق و کردار اور اطاعت بندگی کی کیفیت وہ نہیں رہی جو نبی رحمت ﷺ کے تربیت یافتہ لوگوں میں ہوا کرتی تھی، جن اوصاف و خصائل حمیدہ سے مسلمان متصف ہوتے تھے وہ اب کتابوں کی زینت تک محدود ہیں۔ اس کڑے وقت میں ہمیں اشد ضرورت ہے کہ دور رسالت ﷺ و خلافت کی ان اعلیٰ ہستیوں کی سیرت کا مطالعہ کر کے ان کے اعلیٰ اخلاق و کردار اور مثالی زندگی کے نورانی گوشوں سے استفادہ کرتے ہوئے جہل و بے راہ روی میں ڈوبی انسانیت کو ایک بار پھر اپنے مقام و مرتبہ اور ذمہ داریوں سے روشناس کروایا جائے۔ ہمیں تو اس بات پہ ناز ہونا چاہیے کہ ہم امت نبی ﷺ آخر الزماں ہیں چہ جائیکہ غیروں کہ طرف نظریں اٹھیں،

بقول اقبال علیہ الرحمہ

اپنی مِلّت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر　　　خاص ہے ترکیب میں قومِ رُسولِ ہاشمی [38]

آج تربیت اولاد کے موضوع پر کانفرنسز منعقد کی جاتی ہیں، سیمینارز اور محافل ہو رہی ہیں، لٹریچر چھاپے جارہے ہیں، موٹیویشنل سپیکرز لوگوں کو لیکچرز دے رہے ہیں لیکن میری ناقص رائے یہ ہے کہ تربیت اولاد کے بجائے ہمیں تربیت والدین کی ضرورت ہے۔ اولادیں فطری طور پر ماں باپ سے ہی سیکھتی ہیں باپ کو خلفائے راشدین اور دیگر اہل بیت اطہار و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرت و کردار سے آگاہی فراہم کی جائے اور ماں کو نبی رحمت ﷺ کی ازواج و اولاد اور صحابیات رضوان اللہ علیھن اجمعین کی درخشندہ زندگیوں کے احوال پہنچائے جائیں اور بالخصوص سرتاپا سراپائے رسول ﷺ حضرت فاطمۃ الزہرا بتول رضی اللہ تعالی عنہا کی حیات مبارکہ کو اپنی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں اور بیویوں کے لیے رول ماڈل کے طور پر پیش کیا جائے اور ان کی سیرت کے مطالعہ کو عام کر کے اس سے اخذ شدہ تعلیمات کی روشنی میں تربیت اولاد کی کوشش کی جائے تو ایک بہترین اسلامی معاشرہ کی تشکیل آج بھی ممکن ہے۔

---

[38] - پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی، آسان کلیات اقبال، کتاب بانگ درا، باب مذہب، مکتبہ دانیال لاہور، ص 213

نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشت ویراں سے　　ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی [39]

مصادر و مراجع

1: قرآن مجید، تاج کمپنی

2: تفسیر ضیاء القرآن، محمد کرم شاہ الازہری، مکتبہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

3: تفسیر تبیان القرآن، غلام رسول سعیدی، کراچی

4: تفسیر صراط الجنان، مفتی قاسم عطاری

5: صحیح البخاری، محمد بن اسماعیل بخاری، مکتبہ البشری کراچی

6: صحیح مسلم، مسلم بن حجاج قشیری، مکتبہ البشری کراچی

7: جامع الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، مکتبہ البشری کراچی

8: سنن ابی داوٗد، ابو داوٗد سلیمان بن اشعث، مکتبہ البشری کراچی

9: المستند، غلام رسول قاسمی، مکتبہ رحمۃ للعالمین سرگودھا

10: الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، حافظ ابن حجر عسقلانی

11: سیرت ضیاء النبی ﷺ، محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

12: سیرت النبی ﷺ، شبلی نعمانی

13: دلائل الامامۃ، محمد بن جریر الطبری، بیروت، لبنان

14: سیرتِ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا، طالب ہاشمی

15: سیرتِ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا، عبد المجید خادم سوہدروی

16: الھدایہ مع الدرایۃ، ابی الحسن علی بن ابی بکر المرغینانی، مکتبہ رحمانیہ

17: المنجد، لویس معلوف

18: آسان کلیات اقبال، حمید اللہ شاہ ہاشمی، مکتبہ دانیال

---

[39] - پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی، آسان کلیات اقبال، کتاب بال جبریل، باب نمبر 7، مکتبہ دانیال لاہور، ص 261